فکر و نظر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حکمران کے سرکاری اور نجی دورے اور مصارف

ہر عوامی حکمران کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ دورے کرے، عوام کے حالات سے باخبر رہے اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرے کہ ان کے کیا مسائل ہیں ــــــ ؛ اس قسم کے دورے سرکاری حیثیت کے دورے ہوتے ہیں۔ اس سلسلے کے جتنے مصارف ہوتے ہیں سرکاری خزانہ کے ذمے ہوتے ہیں بشرطیکہ وہ مصارف مسرفانہ نہ ہوں ــــــ ورنہ ضرورت سے زیادہ جو اخراجات ہوتے ہیں، شرعاً سرکاری بیت المال ان کا ذمہ دار نہیں ہوتا، اس کے باوجود اگر اپنے اقتدار کی دھونس کے ذریعے وہ اس سے وصول کر لیتا ہے تو قوم اس کے خلاف احتجاج کرنے کی مجاز ہوتی ہے۔

کچھ دورے محض انتخابی، یا اپنی پارٹی کے استحکام کے لیے کیے جاتے ہیں ــــــ اور کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو سرکاری داعیہ کے بجائے محض ان کی ذاتی دلچسپی یا نجی مصالح کے آئینہ دار ہوتے ہیں تو یہ سب صورتیں "نجی دورے" کے ضمن میں آتی ہیں۔

ان نجی دوروں یا ذاتی مصالح کے سلسلے کے جتنے مصارف ہوتے ہیں، ان کا ذمے دار عوامی بیت المال نہیں ہوتا، وہ دورہ کرنے والوں کی ذاتی جیبوں کے ذمے ہوتے ہیں۔ اسی طرح سرکاری کوئی بھی چیز ان کی ذاتی ضروریات کے لیے استعمال نہیں کی جا سکتی۔ ورنہ اسے بھی عوام اور ملک و قوم کے استحصال سے تعبیر کیا جا سکتا ہے!

افسوس! موخر الذکر قسم کے دوروں کے مصارف یا اپنی نجی ضروریات کے لیے سرکاری اشیا مثلاً سواری، قلم، دوات، سیاہی، کاغذ، نوکر اور دوسری چیزیں عموماً ذاتی حیثیت میں استعمال کرنے کا عام رواج ہے۔ وہ حکمران مسلم ہوں یا غیر مسلم، قومی نمائندے ہوں یا حکام اور عمال، سبھی اس مرض میں مبتلا ہیں، غالباً انھیں معلوم نہیں ہے کہ: قیامت میں ان سب کے بارے میں بازپرس ہوگی ــ ایک سوئی تک بھی اگر سرکاری داعیہ کے بغیر بیت المال کی خرچ کی گئی تو اس کا بھی خدا کے ہاں حساب ہوگا ــــــ چہ جائیکہ سرکاری خزانہ کی نقدی، سرکاری گاڑی، جہاز، ہیلی کاپٹر اور کاریں وغیرہ

کوئی شخص استعمال کرے۔

ہم چاہتے ہیں کہ اس سلسلے میں خلیفۂ ارشد حضرت عمر بن عبد العزیز کی زندگی کے وہ نمونے آپ کے سامنے رکھیں، جو انھوں نے ایک خلیفہ کی حیثیت سے چھوڑے ہیں۔

وہ رات کو خلافت کا کام بیت المال کی شمع سامنے رکھ کر انجام دیتے تھے، لیکن جب اپنا کام کرنا ہوتا تو اس شمع کو اٹھوا دیتے اور ذاتی چراغ منگوا کر کام کرتے (طبقات ابن سعد)

فرات بن مسلمہ ہر جمعہ کو ان کی خدمت میں سرکاری کاغذات پیش کیا کرتے تھے، ایک دن انھوں نے کاغذات دکھائے تو انھوں نے اس میں سے بقدر ایک بالشت کے سادہ کاغذ لے لیا اور اپنے ذاتی کام میں لائے۔ چونکہ فرات کو ان کی دیانت کا حال معلوم تھا، اس لیے انھوں نے دل میں کہا کہ امیر المومنین سے بھول چوک ہو گئی ہے۔ دوسرے دن انھوں نے ان کو مع کاغذات کے طلب کیا، وہ آئے تو ان کو کسی دوسرے کام کے لیے بھیج دیا وہ بیٹھے تو بولے کہ اب تک تمہارے کاغذات دیکھنے کا موقع نہیں ملا، اس وقت جاؤ پھر بلاؤں گا۔ انھوں نے گھر جا کر کاغذات کھولے تو جتنا کاغذ کل لیا تھا اتنا اس میں موجود پایا۔

فقراء و مساکین کے لیے بیت المال کے مصارف سے جو مہمان خانہ قائم کیا تھا اس سے نہ خود فائدہ اٹھاتے تھے اور نہ خاندان میں کسی شخص کو فائدہ اٹھانے دیتے تھے، عام طور پر حکم دے رکھا تھا کہ ہمارے غسل اور وضو کا پانی مہمان خانہ کے باورچی خانہ میں گرم نہ کیا جائے، ایک بار ان کی لاعلمی میں ملازم نے ایک ماہ تک وضو کا پانی مطبخ عام میں گرم کیا، ان کو معلوم ہوا تو اتنی لکڑی خرید کر باورچی خانہ میں داخل کر دی (ابن سعد)

ایک بار سرکاری کوئلے سے گرم کیا ہوا پانی وضو کے لیے آیا تو وضو کرنے سے انکار کر دیا۔

ایک بار غلام کو گوشت کا ایک ٹکڑا بھوننے کے لیے دیا۔ وہ سرکاری باورچی خانے سے بھون لایا تو بولے کہ:

تمہی کھاؤ، یہ تمہاری قسمت میں لکھا ہوا تھا، میری قسمت میں نہ تھا۔

ایک دن گھر میں آئے تو دیکھا کہ لونڈی ایک پیالے میں تھوڑا سا دودھ لیے ہوئے ہے۔ بولے یہ کیا ہے؟

اس نے کہا کہ آپ کی زوجہ (بیوی) حمل سے ہیں ان کو دودھ کی خواہش ہوئی اور حمل کی حالت میں اگر عورت کے دل میں خواہش پیدا ہو اور وہ پوری نہ کی جائے تو اس سے اسقاطِ حمل کا اندیشہ

ہو جاتا ہے، اس لیے یہ دودھ میں دارالضیافت سے لائی ہوں، انھوں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کھینچتے ہوئے بیوی کے پاس لے گئے اور کہا:

اگر جمل کو فقراء اور مساکین کے کھانے کے سوا کوئی چیز قائم نہیں رکھ سکتی تو خدا اس کو قائم نہ رکھے۔

اب بی بی نے لونڈی سے کہا کہ:

اس کو واپس کر آؤ میں اسے نہ پیوں گی۔ (ابن سعد)

یہ حالت دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ:

اگر آپ خود مہمان خانے کے کھانے سے احتراز کریں گے تو اور لوگوں کو بھی احتراز ہوگا، اب وہ باورچی خانہ میں معاوضہ داخل کر کے لوگوں کے ساتھ شریکِ طعام ہونے لگے۔

ایک بار انھوں نے اپنے غلام مزاحم سے کہا کہ:

مجھے ایک رحل خرید دو، وہ ایک رحل لائے جس کو انھوں نے بہت پسند کیا اور بولے کہ اس کو کہاں سے لائے ہ؟

انھوں نے کہا کہ:

میں نے سرکاری مال خانے میں یہ لکڑی پائی اور اسی کی یہ رحل بنوائی۔

فرمانے لگے:

جاؤ بازار میں اس کی قیمت لگواؤ۔

وہ گئے تو لوگوں نے نصف دینار قیمت لگائی، انھوں نے آکر خبر دی تو انھوں نے کہا کہ:

تمھاری کیا رائے ہے، ہم بیت المال میں ایک دینار داخل کر دیں تو ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائیں گے؟

انھوں نے کہا کہ:

قیمت تو نصف دینار لگائی گئی ہے۔

فرمانے لگے:

بیت المال میں دو دینار داخل کر دو۔ (ابن سعد)

ایک بار ایک شخص نے ان کی خدمت میں کھجوریں روانہ کیں، آدمی کھجوریں سامنے لایا تو پوچھا ان کو کس چیز پر لائے ہو؟

اس نے کہا کہ ڈاک کے گھوڑوں پر، چونکہ ڈاک کا تعلق سرکاری چیزوں سے تھا اس لیے حکم دیا کہ:

کھجوروں کو بازار میں لے جاکر فروخت کردو۔

وہ بازار میں آیا تو ایک مروانی نے اس کو خرید لیا اور پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں ہدیۃً بھیجا، جب کھجوریں سامنے آئیں تو بولے کہ یہ تو وہی کھجوریں ہیں۔ یہ کہہ کر کچھ کو سامنے کھانے کے لیے رکھ لیا اور کچھ گھر میں بھیج دیں، لیکن بیت المال میں قیمت داخل کردی۔

ایک بار انھوں نے لبنان کے شہد کا شوق ظاہر کیا، ابن معدی کرب وہاں کے عامل (گورنر) تھے۔ ان کی بیوی نے ان کو کہلا بھیجا اور انھوں نے وہاں سے بہت سا شہد بھیج دیا، شہد سامنے آیا تو بیوی کو خطاب کرکے کہا کہ:

غالباً تم نے معدی کرب کے ذریعے سے اس کو منگوایا ہے۔ پھر اس کو فروخت کرواکے بیت المال میں قیمت داخل کردی اور معدی کرب کو لکھا کہ:

اگر تم نے دوبارہ ایسا کیا تو تمھارا منہ بھی دیکھنا پسند نہیں کروں گا۔

ایک بار ان کی بیوی نے ڈاک کی سواری پر ایک آدمی کو روانہ کیا اور وہ دو دینار کا شہد خرید لایا، شہد حضرت عمر بن عبدالعزیز کے سامنے آیا اور یہ واقعہ معلوم ہوا تو انھوں نے اس کو فروخت کرڈالا اور دو دینار واپس لے کر بقیہ قیمت بیت المال میں داخل کردی اور کہا کہ:

"تم نے مسلمانوں کے جانور (یعنی سرکاری ڈاک کی سواری) کو عمر کے لیے تکلیف دی" دوسری روایت میں ہے کہ:

انھوں نے کہا کہ: اگر مسلمانوں کو میری قے سے فائدہ پہنچ سکتا تو میں قے کردیتا۔

ایک بار سرکاری سیب تقسیم فرما رہے تھے، ان کا ایک صغیر السن بچہ آیا اور ایک سیب اٹھا کر کھانے لگا، انھوں نے سیب کو اس کے ہاتھ سے نہایت سختی کے ساتھ چھین لیا۔ بچہ روتا ہوا ماں کے پاس آیا۔ اس نے بازار سے سیب منگوا کر اس کو دے دیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز گھر آئے تو سیب کی خوشبو سونگھ کر بولے کہ کہیں سرکاری سیب تو گھر میں نہیں آگئے؟ ان کی بیوی نے واقعہ بیان کیا تو بولے کہ:

میں نے سیب اپنے بچے سے چھینا تو گویا اپنے دل سے چھینا لیکن مجھے یہ پسند نہ آیا کہ خدا کے سامنے مسلمانوں کے سیب کے لیے اپنے آپ کو برباد کردوں۔

ایک ان کی لڑکی نے ایک موتی بھیجا اور کہا کہ اس کا جوڑا بھیج دیجیے تاکہ میں کانوں میں ڈالوں، انھوں نے اس کے پاس آگ کی دو چنگاریاں بھیجدیں اور کہا کہ اگر تم ان چنگاریوں کو کان میں ڈال سکو تو میں اس موتی کا جوڑا بھیج دوں گا۔ (سیرت ابن عبد الحکم)

خناصرہ میں اگرچہ اگلے خلفاء نے بہت سے مکانات بنوائے تھے لیکن چونکہ وہ بیت المال کی آمدنی سے تعمیر ہوئے تھے، اس لیے جب وہاں گئے تو ان مکانات میں اترنا پسند نہیں کیا اور میدان میں قیام کیا۔ (الیعقوبی — ماخوذ از سیرت عمر بن عبد العزیز)

سرکاری اور نجی حیثیت میں سرکاری اشیاء سے استفادہ کرنے میں یہ شرعی پابندیاں ہیں جن کو ایک خلیفۂ راشد نے ہر قدم پر ملحوظ رکھا اور رکھنا چاہیے۔ کیونکہ سرکاری دولت، پوری قوم اور ملک و ملت کی امانت ہوتی ہے، خواہ وہ تھوڑی ہو یا بہت، اعلیٰ ہو یا معمولی، وہ کسی بھی سرکاری ملازم کے لیے مباح نہیں ہوتی کیونکہ اپنے جاہ و منصب کے ذریعے عوامی استحصال کی یہ ایک بدترین مثال ہے۔ مگر افسوس! دنیا کے کسی بھی خطہ میں، کوئی بھی حکمران، کوئی حاکم، کوئی سرکاری ملازم اور کوئی اہل کار اس سلسلے کی بے احتیاطی کے سنگین نتائج کا کچھ احساس نہیں کرتا۔ جب آخرت میں پوری قوم بلکہ ملک کی پوری آبادی اس قرض کی وصولی کے لیے خدا کے ہاں مقدمہ داخل کرے گی۔ اس وقت کوئی، کس کس سے پیچھا چھڑائے گا اور خدا کو اس کا کیا جواب دے گا؟ بظاہر یہ سب باتیں معمولی معلوم ہوتی ہیں مگر اخروی جواب دہی کے لحاظ سے اور ملک و ملت کی ایک سرکاری امانت کے اعتبار سے اس کی جواب دہی کے جو متوقع خطرات درپیش ہیں، وہ بہت ہی سنگین ہوں گے —

لیکن افسوس! یہ مرحلہ جس قدر احتیاط طلب تھا اسی قدر بے احتیاطی اس میں راہ پا گئی ہے۔ اور جس قدر سنگین تھا، اسی قدر اور اسی وسعت کے ساتھ عام ہو گیا ہے۔ فالی اللہ المشتکی

ترمذی شریف مع اردو ترجمہ

ترمذی شریف مترجم از علامہ بدیع الزمان صاحب برادر اکبر علامہ وحید الزمان خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک طرف احادیث اعراب کے ساتھ، بالمقابل سلیس اردو ترجمہ، ہر حدیث کے نیچے نہایت شاندار شرح جو کہ ایک عالم اور عام آدمی کے لیے یکساں مفید ہے۔ کاغذ سفید گلیز، سنہری ڈائی دار جلد۔

علاوہ ازیں عربی، اردو، دینی کتابیں خریدنے اور بیچنے کے لیے ہمیں یاد فرمائیں۔

رحمانیہ دار الکتب۔ امین پور بازار۔ لائلپور